FLOW CHART — MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط — نظمِ جلی

72- سُوْرَۃُ الْجِنِّ

آیات : 28 ...... مَکِّیَّۃ ...... پیراگراف : 3

مرکزی مضمون :
ہر صلاحیت رکھنے والا ، قرآن سے استفادہ کرسکتا ہے ، چاہے وہ انسان ہو یا جن۔ پھر قرآن کی روشنی میں شرک سے کنارہ کشی اختیار کرکے ، خالص توحید اختیار کرسکتا ہے۔ منصب رسالت کا صحیح ادراک کرسکتا ہے اور آخرت کے بہتر انجام کے لیے ، اپنے آپ کو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے وقف کرسکتا ہے۔

پہلا پیراگراف — آیات 1 تا 15
جنات میں ، قرآن کا علم رکھنے والے مسلمان موجود ہیں

دوسرا پیراگراف — آیات 16 تا 19
مشرکینِ مکہ کو تنبیہ Warning

تیسرا پیراگراف — آیات 20 تا 28
منصبِ رسالتِ محمدی ﷺ کی وضاحت

زمانۂ نزول:

سورت ﴿الجن﴾ غالباً سُورۃُ الاَحقاف کے ساتھ، سفرِ طائف سے واپسی پر، بمقام نخلہ شوال 10 نبوی میں نازل ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا، جب آپ ﷺ شعب ابی طالب کی اسیری کے بعد رہائی پاتے ہی حضرت خدیجہؓ اور چچا ابوطالب کی وفات کے صدمے سے دوچار تھے اور مشرکین کا رویہ قرآن کے بارے میں نہایت سخت اور متعصبانہ تھا۔ ان حالات میں چند جنات کے اسلام کی خبر، ہوا کا خوشگوار جھونکا تھا۔ اِس موقع پر یہ مناسب تھا کہ قریش کو غیرت دلائی جائے اور ایک نہایت پرتاثیر انداز میں توحید کی دعوت کا اِعادہ کیا جائے، منصبِ رسالت کی وضاحت کی جائے اور ایمان کے دنیاوی اور اُخروی فائدوں سے تذکیر کی جائے۔

خصوصیات

1- یہ سورت ایک نہایت دلنشین آہنگ رکھتی ہے۔

2- اس سورت میں، توحید ،رسالت اور آخرت کے عقیدے کی دعوت کا ، ایک نئے زاویے سے اعادہ کیا گیا ہے۔

3- اس سورت میں، آزادئ اختیار (Freedom of Choice) کے صحیح استعال کا حکم دیا گیا ہے، جو صرف دو (2) مخلوقات انسانوں اور جنات کو عطا کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- دعوتِ توحید (آیات: 3 ، 12 ، 18 اور 20) ﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ (آیت: 3)۔

2- انکارِ آخرت ورسالت ﴿لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا﴾ (آیت: 7)۔

3- ﴿رسالات﴾: اس سورت میں کارِ رسالت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسول کا کام اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایات کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ ﴿اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ﴾ (آیت: 23)
﴿لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ﴾ (آیت: 28)

4- اس سورت میں یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی کہ توحید پر استقامت سے اُخروی فائدوں کے علاوہ، دنیاوی فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کھیتیاں سیراب کی جا سکتی ہیں ﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾ (آیت: 16)۔

5- جنات کو بھی انسانوں کی طرح آزادئ اختیار عطا کی گئی ہے۔ ان میں بھی ﴿مُسْلِمُوْن﴾ اور ﴿قَاسِطُوْن﴾ یعنی ظالم دونوں موجود ہیں۔ ﴿مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ﴾ (آیات: 14)۔ ظالم جنات کو جہنم رسید کیا جائے گا۔

سورۃ الجِنّ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿نوح﴾ میں، آدابِ دعوت بتائے گئے تھے اور حضرت نوحؑ کی طویل دعوت کی [illegible] داستان اور اُن کی قوم کی ﴿تکذیب﴾ بیان کی گئی تھی۔ یہاں سورت ﴿الجِنّ﴾ میں جنات کے قبولِ اسلام اور ﴿تصدیق﴾ کا ذکر ہے مسلمان ہو جانے والے جنات سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ ہے۔

2- اگلی سورت ﴿المُزَّمِّل﴾ میں ایمان لانے کے بعد کے مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نمازِ تہجد، انفاق ،ذکر اور استغفار کے نتیجے ہی میں قبولِ اسلام کے بعد توحید پر استقامت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

سورۃُ الجِنّ کا نظمِ جلی

سورۃ الجِنّ تین (3) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات: 1 تا 15 : پہلے پیراگراف میں، نومسلم توحید پرست ﴿جِنّات﴾ کے جذبات کی عکاسی ہے، جو داعی اور مبلغ بن گئے تھے۔

وہ قرآن کی دعوت کو سن کر ابلیس اور دیگر ظالم و قاسط جنات سے اپنے آپ کو مختلف محسوس کرتے تھے۔

بعض مؤمن ﴿جِنّات﴾ نے اپنے سردار، ابلیس کے خلاف سچی گواہی دی۔

﴿جِنّات﴾ میں اچھے اور برے، ہر قسم کے لوگ ہیں۔ ﴿جِنّات﴾ میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی، انہیں بھی آزادیٔ اختیار عطا کی گئی ہے۔ یہ بھی جنت میں یا دوزخ میں جائیں گے۔

2- آیات: 16 تا 19 : دوسرے پیراگراف میں مشرکین کو بتایا گیا ہے کہ تم جیسے انسانوں سے تو بعض جنات ہی بہتر رہے جو شرک سے بے زاری کا اعلان کر کے توحید اختیار کر چکے ہیں۔

یہاں قریش کو تنبیہ اور فہمائش ہے کہ توحید کی دعوت کو مسترد کرنے کا انجام عذاب کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے اور قبول کرنے پر بے شمار دنیاوی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ ﴿لَاَسْقَیْنٰھُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾۔ لہٰذا انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکاریں۔ ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا﴾ (آیت: 18) اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچا کر توحید کی دعوت میں روڑے نہ اٹکائیں۔

3- آیات: 20 تا 28 : آخری پیراگراف میں، چند اُصولی باتیں بتا کر رسالت اور منصبِ رسالت کی وضاحت کی گئی ہے

کلی علم، صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ رسول کو وحی سے بعض باتیں بتائی جاتی ہیں۔ کلی اختیارات بھی اللہ کے پاس ہوتے ہیں۔ رسول نفع و ضرر کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔ ہر رسول کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوتِ توحید دے اور اللہ کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے۔ رسولوں کی دعوت کو ٹھکرانے والوں کو جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

مرکزی مضمون

خوفِ خدا اور عقلِ سلیم رکھنے والا ہر انسان اور ہر جن، قرآن سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ پھر قرآن کی روشنی میں شرک سے کنارہ کشی اختیار کر کے، خالص توحید اختیار کر سکتا ہے، منصبِ رسالت کا صحیح ادراک کر سکتا ہے اور آخرت کے بہتر انجام کے لیے، اپنے آپ کو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے وقف کر سکتا ہے۔

73- سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل

آیات : 20 ...... مَكِّيَّة" ...... پیراگراف : 4

مرکزی مضمون :

دعوتِ توحید پر استقامت کے لیے ،
تعلق باللہ لازمی اور ضروری ہے۔
جس کے لیے تہجد ، ترتیلِ قرآن اور
تبتّل ، ایک مسلمان داعی اور مبلغ کے لیے
مخالفین کی اذیت رسانیوں کا علاج ہیں۔

پہلا پیراگراف — آیات: 1 تا 8
نمازِ تہجد کے مقاصد اور فضائل

دوسرا پیراگراف — آیات: 9 تا 13
مخالفین کی باتوں کو صبر کے ساتھ نظر انداز کیجیے!

تیسرا پیراگراف — آیات: 14 تا 19
موسیٰؑ اور محمدؐ کی رسالت میں مماثلت

چوتھا پیراگراف — آیت: 20
نمازِ تہجد کے ابتدائی حکم میں تخفیف

زمانۂ نزول

1۔ سورت ﴿المزّمّل﴾ کی ابتدائی آٹھ (8) آیات، غالباً سُورت ﴿العلق﴾ اور سُورت ﴿المدّثّر﴾ کی ابتدائی آیات کے بعد، نازل ہوئیں۔ نزولی ترتیب کے اعتبار سے ﴿سورۃُ المزّمّل﴾ کا یہ حصہ تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ حصہ بہت ممکن ہے کہ وحی کے آغاز کے فوراً بعد پہلے سال ہی نازل ہوا ہوگا۔ دعوت کے اس مرحلے میں مستقبل کی قیادت تیار کرنے کے لیے، ﴿السّٰبقون الاوّلون﴾ کی تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ چونکہ اس دور میں دعوت خفیہ تھی اور پنج وقتہ نماز بھی فرض نہیں کی گئی تھی، اس لیے انہیں نصف شب یا اُس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ وقت کے لیے نمازِ تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے اور سننے کی ہدایت کی گئی۔

2۔ اس سورت کی درمیانی گیارہ (11) آیات 9 تا 19 اِعلانِ عام کے بعد، دورِ تکذیب میں نازل ہوئیں، جب قریشی سرداروں کے رویوں کو فرعونی رویوں سے تشبیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کو الزامات واعتراضات پر صبر کی نصیحت کی گئی۔

3۔ اس سورت کی آخری آیت نمبر 20 ، غالباً مدینۂ منورہ میں ہجرت کے فوراً بعد 1ھ میں نازل ہوئی۔

سورۃُ المزّمّل کی خصوصیت

اِس سورت میں نومسلم صحابہؓ کی روحانی، ایمانی اور علمی تربیت کا سامان بھی فراہم کیا گیا ہے، تاکہ وہ اِقامتِ دین کے اگلے مرحلوں میں، سردارانِ قریش کے فرعونی رویوں کے خلاف، صبر وثبات کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوسکیں۔ مکی زندگی کے ابتدائی بارہ (12) سالوں میں صرف نمازِ تہجد کی پابندی کی ہدایت تھی۔ صحابۂ کرامؓ اہلِ زبان تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ابتدائی مخلص ساتھی رات کی آخری گھڑیوں میں ، ساری دنیا سے کٹ کر (تبتّل کے ساتھ) ، چار پانچ گھنٹوں تک قیام کرتے اور ترتیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنتے۔ پنجوقتہ نماز معراج کے بعد بارہ (12) نبوی میں فرض کی گئی۔ اس کے بعد تہجد کے ابتدائی حکم میں تخفیف کردی گئی ، جس کا ذکر اس سورت کی آخری آیت میں موجود ہے۔

نمازِ تہجد میں تفقّہ فی القرآن کا طریقۂ کار

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سورۃُ المَزمل میں نمازِ تہجد کے بارے میں وارد الفاظ ﴿ وَاَقْوَمُ قِیلاً ﴾ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿ اَجدَرُ اَن یَفقَہَ فِی القُرآنَ ﴾ "(تہجد میں تلاوت) قرآن میں تفقہ اور غور وفکر کے لیے زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔"

(ابو داود ، کتاب الصلاۃ ، حدیث 1,109)

فہمِ قرآن کے تقاضے صرف اُسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں، جب ترتیل کے ساتھ، قرآن کے ہر لفظ کو واضح کرکے پڑھا جائے اور ہر آیت کے بعد رک کر غور کیا جائے۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حرف حرف واضح ہوا کرتا تھا۔ ﴿ اَنھَا وَصَفَتْ قِرَاءَۃَ النَّبِيِّ ﷺ حَرفاً حَرفاً ﴾ (ترمذی، کتاب القراء ت، حدیث 2,927)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ ایک ایک آیت کو الگ الگ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھہرتے۔ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ پڑھ کر رک جاتے۔ پھر ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾ پر ٹھہرتے۔ اس کے بعد رک کر ﴿ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴾ کہتے۔" (ابو داود . کتاب الحروف والقراء ۃ . حدیث 3,487)

﴿ ترتیل ﴾ کے نتیجے ہی میں ﴿ تَفَقُّہ ﴾ پیدا ہوتا ہے، جو مخلص اور ذہین اہلِ ایمان کو ﴿ امامت ﴾ کے لائق بناتا ہے۔ اسلامی ریاست کی مجلس شوریٰ کی اہلیت میں بھی قرآن کے علم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لوگوں کا قرآنی علم دیکھا جاتا ہے، عمر نہیں دیکھی جاتی۔ عبداللہؓ بن عباس کہتے ہیں:

﴿ کَانَ القُرَّاءُ اَصحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ، وَمُشَاوَرَتِہٖ کُھُولاً کانُوا وَ شُبَّاناً ﴾

"حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ، قرآن کے علما پر مشتمل ہوتی۔ اور اُن کی مشاورت میں بوڑھے بھی ہوتے اور جوان بھی" (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث 4,642)

سورۃُ المُزَّمِّل کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿ الجنّ ﴾ میں منصبِ رسالت کی تفصیل بیان کی گئی تھی کہ نبی اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچاتا ہے، لیکن نہ تو نفع ونقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ غیب کا علم رکھتا ہے۔ یہاں سورت ﴿ المزمّل ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ قریشِ مکہ کی طرف رسول کریم ﷺ کی رسالت بالکل اُسی طرح ہے، جس طرح فرعون کی طرف حضرت موسیٰؑ کی رسالت تھی۔ ﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴾۔ یہ شہادتِ حق کی ذمہ داری ہے، جو تمام رسولوں پر اور امتِ مسلمہ پر عائد کی گئی ہے۔

2- پچھلی سورت ﴿الجِنّ﴾ میں جنات کی سماعتِ قرآن کا تذکرہ تھا کہ وہ کس طرح قرآن سن کر اُس سے متاثر ہوئے۔ وہ نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ اپنے علاقے میں جا کر توحید کے عقیدے کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو گئے۔ یہاں سورت ﴿المُزَّمِّل﴾ میں مسلمانوں کو، ترتیل، تبتل اور تدبر قرآن کے ساتھ سماعتِ قرآن کی ہدایات دی گئیں، تاکہ وہ بھی داعی اور مبلغ بن جائیں۔

3- یہاں سورت ﴿المُزَّمِّل﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو الزامات اور اعتراضات کے ماحول میں ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ کے حکم کے ذریعے مخالفین کی باتوں پر صبر کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اگلی سورت ﴿المُدَّثِّر﴾ میں ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ کے ذریعے ان مشکل حالات میں محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر دعوت و تبلیغ میں صبر و ثبات کا حکم دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ترتیلِ قرآن کا حکم: ﴿ترتیل﴾ کا مطلب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہے، لیکن یہاں تاکیدِ مزید کے لیے مفعول مطلق استعمال کیا گیا ہے۔
﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ (آیت:4)۔ قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے، جس کا متکلم خود یہ ہدایت دے رہا ہے کہ اسے سرسری انداز میں نہ پڑھا جائے، بلکہ رک رک کر اطمینان سے سمجھ کر پڑھا اور سنا جائے۔

2- ذکر و تبتّل کا حکم: ﴿تبتیل﴾ کا مطلب سب سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا ہے، لیکن یہاں بھی تاکیدِ مزید کے لیے مفعول مطلق استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (آیت: 8)۔ اپنے پالنے والے رب کے نام کو یاد کرنا چاہیے اور سب سے کٹ کر اسی کی طرف مائل ہو جانا چاہیے۔ تعلق باللہ کے بغیر اسلامی امامت و قیادت کا تصور ہی محال ہے۔

3- اللہ کو ﴿الٰہ﴾ تسلیم کرنے کے بعد اسے ﴿وکیل﴾ بنا کر اُسی پر بھروسہ اور ﴿توکّل﴾ کرنے کا حکم:
آسمانوں اور زمین کے نظام کو چلانے والے اللہ کے علاوہ کوئی ﴿الٰہ﴾ نہیں ہے، لہٰذا اُسی کو وکیل بنا لینا چاہیے۔ اُسی پر پورا اعتماد کر کے سارے اُمور اُسی کے حوالے کر دینے چاہییں۔ وہی کارساز ہے۔ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ (آیت:9)۔

4- صبر و استقامت کا حکم اور دعوت و تبلیغ کے آداب کی تعلیم: مخالفت اور الزام تراشی کے ماحول میں مشرکین کی باتوں پر صبر کرنے کی نصیحت کی گئی اور خوبصورتی کے ساتھ انہیں نظر انداز کرنے کی تعلیم دی گئی۔ یہ وہ آدابِ تبلیغ تھے جو دعوت کے پہلے مرحلے ہی میں سکھائے گئے۔

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا﴾ (آیت:10)۔

سورۃ المُزّمّل کا نظمِ جلی

1- آیات 1 تا 8 : پہلا پیراگراف ابتدائی آٹھ آیات پر مشتمل ہے، جس میں ﴿تعلّق باللہ﴾ میں اضافے کے لیے ﴿قِیامُ اللّیل﴾ یعنی تہجد اور ترتیل قرآن کے علاوہ، ذکر و ﴿تبتّل﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔

اس ابتدائی حصے میں مندرجہ ذیل احکام ہیں۔

(1) آدھی رات کے لگ بھگ یعنی چار پانچ گھنٹوں کے لیے نمازِ تہجد کا طویل قیام کیا جائے۔

(2) قرآن کو اچھی طرح رک رک کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے اور سنا جائے، تاکہ فہمِ قرآن کے تقاضوں کی تکمیل ہو۔

(3) مستقبل کے بارے میں اشارہ کیا گیا کہ ایک قولِ ثقیل کی ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد کی جائے گی۔

(4) تہجد کے لیے نصف شب کو اٹھ جانے کے دو فوائد بیان کیے گئے۔ (a) یہ نفسِ سرکش کو قابو میں رکھنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے۔ (b) تہجد میں پڑھے جانے والے قرآن کو دل میں اتارنے کے لیے موثر اور مناسب وقت ہے، کیونکہ دن میں دعوت و تبلیغ کی اہم ذمہ داری کا فریضہ انجام دینا ہوگا۔

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا﴾۔ (آیت:6)

2- آیات 9 تا 13 : دوسرے پیراگراف میں، مشکل حالات میں اللہ کو ﴿وکیل﴾ یعنی کارساز بنا کر، اُسی پر ﴿توکّل﴾ اور بھروسہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

صبر و استقامت کی تلقین کر کے، مخالفین سے خود نبٹ لینے کا مژدہ سناتے ہوئے تسلی دی گئی ہے۔ یہ آیات اِعلانِ عام کے بعد ﴿دورِ تکذیب﴾ میں نازل ہوئیں۔ ان میں ﴿مُکذِّبین﴾ یعنی جھٹلانے والوں کو دھمکی دی گئی کہ ان کے لیے اللہ کے پاس بھاری بیڑیاں ہیں، اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (آیت 12) حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے (آیت 13)۔

3- آیات 14 تا 19 : تیسرے پیراگراف میں رسالتِ موسوی اور رسالت محمدی ﷺ کے درمیان مماثلت دکھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قریش کے مشرک سرداروں کے رویے ، بالکل فرعون کی طرح آمرانہ ہیں۔

فرعون کے دنیاوی انجام اور روزِ قیامت کے اَحوال سے قریش کو ڈرایا گیا ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی اور اللہ نے اسے پکڑ لیا۔ (آیت 16) اگر دوسروں نے بھی قومِ فرعون کی روش اختیار کی تو کوئی وجہ نہیں کہ اُن کا انجام بھی اس سے مختلف ہو۔ قیامت کا دن اس قدر سخت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ قرآن کی دعوت کو نصیحت بتا کر یہ بات واضح کی گئی کہ یہ دل کا سودا ہے۔ کسی پر زبردستی اسلام مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی (Freedom of Choice) حاصل ہے۔ ﴿فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾۔

4- آیت 20 : آخری طویل آیت میں، نمازِ تہجد کی طوالت میں تخفیف کا حکم دیا گیا اور تخفیف کے اسباب کی وضاحت کر کے، چار چیزوں (نماز ، زکوٰۃ ، اِنفاق اور استغفار) کے اَحکامات دیے گئے ہیں۔

یہ آخری آیت دس (10) سال بعد، مدینۂ منورہ میں نازل ہوئی۔ (بروایت حضرت سعید بن جبیرؒ)

اللہ نے حکم دیا کہ اب تقریباً نصف شب کے بجائے، جس قدر آسانی سے ممکن ہو، تہجد میں قرآن پڑھنا کافی ہے۔

نمازِ تہجد میں تخفیف کے تین اسباب کی وضاحت کی گئی۔

(1) مریضوں کی رعایت کے لیے۔

(2) تلاشِ روزگار کے لیے سفر کرنے والوں کی رعایت کے لیے۔

(3) مجاہدین کی سہولت کے لیے۔

اس تخفیفی حکم کے بعد چار چیزوں کا حکم دیا گیا:

(1) پنجوقتہ نماز کا اہتمام کیا جائے۔

(2) زکوٰۃ ادا کی جائے۔

(3) اللہ کی راہ میں اِنفاق کیا جائے (قرضِ حسنہ)۔

(4) استغفار کا اہتمام کیا جائے۔

مرکزی مضمون

دعوتِ توحید اور اقامتِ دین پر استقامت کے لیے، تعلق باللہ لازمی اور ضروری ہے، جس کے لیے تَهَجُّد ، ترتیلِ قرآن اور تَبَتُّل ، ایک مسلمان داعی اور مبلغ کے لیے تربیت کی پہلی منزل ہیں اور مخالفین کی اذیت رسانیوں کا علاج ہیں۔ ایک مسلمان نماز، زکوٰۃ، انفاق اور استغفار سے کبھی غافل نہیں ہوسکتا۔

74- سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

آیات : 56 ...... مَکِّیَّۃ ...... پیراگراف : 7

مرکزی مضمون

قُمْ فَاَنْذِرْ اٹھیے! اور ڈرائیے !
قریش کے سرداروں پر واضح کر دیجیے کہ
قرآن اللہ کی ایک ﴿ تذکرہ ﴾ نصیحت ہے ،
نہ تو جادو ہے ، اور نہ انسانی کلام۔
اَصحاب الیمین جنت میں جائیں گے
اور مُجرمین دوزخ میں۔

پہلا پیراگراف — آیات: 1 تا 7
توحید کی دعوت دیجیے ! انذار کا حکم
قیامت سے ڈرائیے !

دوسرا پیراگراف — آیات: 8 تا 10
قیامت اور دوزخ کے عذاب سے انذار و تخویف کا حکم

تیسرا پیراگراف — آیات: 11 تا 25
ایک بدبخت متکبر سردار قریش
کے رویہ کا ذکر

چوتھا پیراگراف — آیات: 26 تا 29
قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہنے
والے کافر کا اُخروی انجام

پانچواں پیراگراف — آیات: 30 تا 31
دوزخ کے (19) کارکن فرشتوں
کی تعداد بھی آزمائش ہے

چھٹا پیراگراف — آیات: 32 تا 48
چاند ، رات اور صبح کی گواہی ہے

ساتواں پیراگراف — آیات: 49 تا 56
ایک اہم اُصول: ہر آدمی کو
رسول نہیں بنایا جا سکتا

زمانۂ نزول

1۔ سورت ﴿الْمُدَّثِّر﴾ کی ابتدائی سات آیات، سُورۃُ ﴿الْعَلَق﴾ کی ابتدائی 5 آیات کے بعد، دوسرے وحی میں نازل ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ پیدل جارہے تھے کہ آسمان کی طرف سے آواز سنی، سر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا، جو غارِ حرا میں آیا تھا۔ آپ ﷺ نے گھر آکر ﴿دَثِّرُونِي﴾ کہتے ہوئے کمبل اوڑھ لیا۔ اس موقع پر سورت ﴿المدثر﴾ نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ المدثر، حدیث 4,638، عن جابر بن عبداللہ)

2۔ اس سورت کی درمیانی آیات 8 تا 25 اعلانِ عام کے بعد قریش کے سردار ولید بن مغیرہ کے بارے میں، غالباً چار (4) ھ میں نازل ہوئیں، جس نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا تھا۔

3۔ آیات 26 تا 56 میں احوالِ آخرت سے تنبیہ کی گئی ہے۔ یہ بھی اعلانِ عام کے بعد دوسرے دور میں نازل ہوئیں۔

سورۃُ الْمُدَّثِّر کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الْمُزَّمِّل﴾ کی آیت 19 میں قرآن کو نصیحت کہا گیا تھا ﴿إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾

یہاں اس سورت ﴿الْمُدَّثِّر﴾ میں بھی یہی بات ایک مختلف اسلوب سے دہرائی گئی ﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ﴾۔ دونوں سورتوں میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ انسان کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اسلام زبردستی مسلط نہیں کیا جائے گا۔

2- یہاں ﴿سورۃ الْمُدَّثِّر﴾ میں قریش کی مجرم قیادت کے بارے میں بتادیا گیا کہ وہ روزِ قیامت اعتراف کرے گی ﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ یقیناً ہم لوگ روزِ قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اگلی سورت ﴿الْقِيَامَة﴾ میں عقلی، نقلی اور نفسی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی۔

3- اس سورت میں قریشی لیڈروں کی ضد اور تکبر کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ محمد ﷺ کو رسول تسلیم کرلینے کے بجائے ان کا ہر لیڈر یہ چاہتا ہے کہ اُس پر صحیفے نازل کیے جائیں اور اُسے بھی رسول بنایا جائے ﴿بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾۔ اس سورت میں ولید بن مغیرہ کے رویوں کا تذکرہ ہے، جب کہ اگلی سورت میں ابوجہل کے رویوں کا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے ذریعے ﴿ اِنذار ﴾ کرنے یعنی خبردار کرنے کا حکم دیا گیا ﴿قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ قرآن میں دوزخ کے عذاب کی تفصیل ہے۔ یہ بھی انسانوں کے لیے ایک تنبیہ اور Warning ہے ﴿نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴾ (آیت:36) قرآن کے بارے میں ولید بن مغیرہ کے خیالات کی تردید کی گئی کہ یہ ایک جادو یا انسانی کلام ہیں۔ قرآن ﴿ تَذْكِرَة ﴾ یعنی ایک نصیحت ہے۔

2- اس سورت میں جنتی ﴿ اَصحابُ الیَمین ﴾ اور ﴿مُجرِمین ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔ (آیات:38 تا 41)

﴿ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ٥ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ٥ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ٥ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾

سورۃ المدثر کا نظمِ جلی

سورۃ المُدَّثِر سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: ابتدائی سات آیات پر مشتمل پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ابتدائی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ لوگوں کو ﴿ اِنذار ﴾ کریں اور انہیں اسلام قبول نہ کرنے کے انجام سے ڈرائیں۔

آپ ﷺ کو چھ باتوں کا حکم دیا گیا۔ (1) اٹھیے اور خبردار کیجیے۔ (2) اپنے رب ہی کی عظمت و کبریائی کا اعلان کیجیے۔ (3) اپنے کپڑے پاک رکھیے۔ (4) (شرک کی) ہر گندگی سے دور رہیے۔ (اپنی جدوجہد برابر جاری رکھیے)۔ (5) دعوتی کام کو زیادہ خیال کر کے اپنی سعی کو منقطع نہ کیجیے۔ (6) رب کی خاطر تمام مخالفتوں کے علی الرغم ثابت قدمی کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیے۔

2- آیات 8 تا 10: دوسرے پیراگراف میں اَحوالِ قیامت کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا انکار کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔

روزِ قیامت کو آسان چیز خیال نہ کیا جائے۔ یہ دن بڑا ہی سخت ہوگا۔ کافروں کے لیے ہلکا نہ ہوگا۔

3- آیات 11 تا 25 : تیسرے پیراگراف میں قریش کے ایک بد باطن ناشکرے لیڈر ولید بن مغیرہ کے رویوں پر اللہ تعالیٰ کے عتاب کا ذکر ہے، جس نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا تھا۔

ولید بن مغیرہ پر اللہ کے احسانات کا ذکر ہے کہ اُسے بہت سا مال دیا گیا۔ حاضر باش بیٹے دیے گئے۔ اُس کی سرداری کی راہ ہموار کی گئی، لیکن وہ اور زیادہ کا حریص ہے۔ ﴿كَلَّا﴾ کے ذریعے اُس کی غلط فہمیوں کی تردید کی گئی کہ اُسے مزید نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اُس کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی کہ وہ اللہ کی آیات سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اُس نے سوچ کر ایک بات بنانے کی کوشش کی۔ لوگوں کے سامنے پیشانی سکیڑی۔ منہ بنایا۔ پلٹا اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ قرآن محض ایک

جادو ہے، جو پچھلے زمانوں سے چلا آرہا ہے۔ یہ خدائی کلام نہیں ہے، بلکہ انسانی کلام ہے۔ ﴿ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ٥ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴾ (آیت:24، 25) اس کی ہلاکت اور بربادی کی خبر سنائی گئی۔

4- آیات 26 تا 29 : چوتھے پیراگراف میں ولید بن مغیرہ جیسے لیڈروں کے اُخروی انجام اور احوالِ دوزخ کا تذکرہ ہے

جنھوں نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا، انہیں دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ دوزخ کی آگ نہ ان کو باقی رکھے گی، اور نہ چھوڑے گی بلکہ اُس کی کھال کو جھلس دے گی۔

5- آیات 30 تا 31 : پانچویں پیراگراف میں دوزخ کے اُنیس (19) کارکن فرشتوں کا ذکر ہے، جن کی تعداد آزمائش اور فتنہ بنادی گئی ہے۔

دوزخ پر اُنیس (19) کارکن فرشتے مقرر ہیں، کوئی وہاں سے راہِ فرار اختیار نہیں کرسکتا۔ اُنیس (19) کی تعداد پر منافق اور کافر اعتراض کرتے ہیں، جبکہ اہلِ ایمان صدقِ دل سے اِسے تسلیم کرلیتے ہیں۔ اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ اللہ کے لشکروں کو خود اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ انسانوں کی یاددہانی کے لیے ہے۔

6- آمات 32 تا 48 : چھٹے پیراگراف میں چاند، رات اور صبح کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ انسان بھی چاند اور سورج کی طرح مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اللہ کے حضور پہنچنے والا ہے۔ شرک اور توحید پر مشتمل دعوتِ قرآن دو مختلف چیزیں ہیں

﴿مُجرِمِین﴾ اور ﴿مُسلِمِین﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

دوزخ انسانوں کے لیے انذار یعنی تنبیہ ہے، تاکہ جو اس کے لیے تیاری کرنا چاہیں وہ کرلیں اور جو منہ موڑنا چاہتے ہیں، اُن پر حجت قائم ہوجائے۔ ایک اہم حقیقت کا انکشاف کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر شخص، اپنے اعمال کے بدلے (عذاب) میں رہن ہوگا، سوائے اَصحَابُ الیَمِین کے، جو جنت میں ہوں گے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴾ (آیت 38)۔ "ہر شخص، اپنی کمائی کے بدلے رہن ہے۔"

● جنت کے خوش نصیب ﴿اَصحَابُ الیَمِین﴾ اور دوزخ کے مجرموں کے درمیان پیش آنے والے مکالمے کی تفصیل بیان کی گئی۔ جنتی پوچھیں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴾ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ (آیات:42)

دوزخی اعتراف کریں گے کہ چار (4) باتوں نے انہیں دوزخ میں پہنچادیا۔ وہ نماز کی صورت میں اللہ کا حق ادا نہیں کرتے تھے اور طعام کی صورت میں مسکین بندوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ نام نہاد دانشور تھے اور منکرِ قیامت تھے۔

(1) ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ "ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔" (آیت 43)

(2) ﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴾ "اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔" (آیت 44)

(3)﴿وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾ ''حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ، ہم بھی باتیں بناتے تھے۔''
(4)﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ﴾ ''اور ہم، روزِ قیامت کو جھوٹ قرار دیتے تھے۔'' (آیت 46)

- لیکن ہماری موت کا وقت آ گیا۔ ہمیں اپنے باطل معبودوں کی سفارش پر بھروسہ تھا۔ کسی کی سفارش ہمارے کام نہ آسکی اور ہم اس طرح دوزخ میں آ پہنچے ہیں۔

7- آیات 49 تا 56 : آخری پیراگراف میں قرآن کا تعارف ہے کہ یہ ﴿تذکرہ﴾ یعنی ایک نصیحت اور یاددہانی ہے

ایک خوبصورت تشبیہ سے کافروں کو سمجھایا گیا کہ آخرت سے بے خوف لوگ، قرآن کی دعوت سے جنگلی گدھوں کی طرح بھاگتے ہیں، جب وہ شیر کو دیکھتے ہیں۔ کافروں کی غیر معقول شرطیں پوری نہیں کی جاسکتیں، ہر شخص کو رسول نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہر شخص کے پاس صحیفے بھیجے جاسکتے ہیں۔ مشرکینِ مکہ کی قیادت کے تین اہم جرائم بیان کیے گئے۔

(1) وہ قرآن سے فرار اور اعراض کا رویہ اختیار کر رہے ہیں ﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ﴾ (آیت:49)۔

(2) اِن کا ہر لیڈر محمد ﷺ کو رسول تسلیم کرنے کے بجائے یہ چاہتا ہے کہ اُسے بھی رسول بنا کر اُس پر بھی صحیفے نازل کیے جائیں۔ ﴿بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾ (آیت:52)۔

(3) اِن کا ہر لیڈر خوفِ آخرت سے بے نیاز ہے ﴿لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ﴾ (آیت:53)۔

آخر میں صاف صاف بتا دیا گیا کہ قریش کے لیڈر کسی غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔

ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک ﴿تذکرہ﴾ یعنی نصیحت ہے۔

اللہ نے لوگوں کو مذہبی آزادی (Freedom of Faith) دے رکھی ہے۔

اب جس کا جی چاہے، اس سے سبق حاصل کر لے۔

اللہ اس کا اہل اور حق دار ہے کہ اُس سے تقویٰ کیا جائے اور اللہ اس کا اہل اور قادر ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بخش دے۔ اللہ کی توفیق سے آخرت کا خوف رکھنے والے نیک لوگ ہی مغفرت کے مستحق ہوں گے۔

﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ (آیت 56)

﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ اٹھیے! اور ڈرایئے! قریش کے سرداروں پر واضح کر دیجیے کہ قرآن ایک ﴿تذکرہ﴾ نصیحت ہے۔ یہ نہ تو جادو ہے اور نہ انسانی کلام۔ ﴿اَصحابُ الیمین﴾ جنت میں جائیں گے اور اللہ اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے والے متکبر ﴿مُجرمین﴾ دوزخ میں۔